اقبال اور نفس تصوف کی حقیقت

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد شعیب' شاہ عنایت قادری اکیڈمی 'بلال گنج' لاہور

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کا شمار دنیا کے ان نامور مفکرین و شعراء کے ضمن میں آتا ہے جن کے فکر و فن نے نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ اقوام عالم کی زندگیوں میں انقلاب کی راہ ہموار کی علامہ صاحب کے فکر و فن کی رسائی بین الاقوامی معاشروں میں پائے جانے والے معاملات' بے عملی و بے دینی اور بے راہروی کا شافی حل پیش کرتی ہے۔ دنیا کی مساجد کے منبروں سے قرآن و حدیث کی تشریح و تعبیر کے ضمن میں علماء و فقہاء کے دلائل سے علامہؒ کے اشعار کی گونج کے علاوہ دینی و مذہبی سماجی 'سیاسی 'معاشرتی 'انفرادی و اجتماعی اور قومی غرضیکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوں پر محیط معاملات میں فکر اقبال راہنمائی کرتی ہے۔

علامہ اقبالؒ بلند فکر' روشن بصیرت' وسعت اخلاق' منفرد مزاجی' وسیع الخیالی' فراخئی قلب جیسی خصوصیات کے حامل نثری مضامین اور شاعری کے ذریعے دین اسلام کی خدمت کرتے نظر آتے ہیں اسی لئے علامہ صاحبؒ کے قلم سے اگر حیات انسانی سے متعلق کسی شعبے میں پائی جانیوالی خامیوں کی نشان دہی ہوتی ہے تو اس میں موجود خوبیوں کی مدح سرائی بھی موجود ہے قرآن و حدیث سے قلبی لگاؤ اقبالؒ کی متاع حیات ہے جس کا اثر آپؒ کی تمام زندگی اور شاعری پر نظر آتا ہے علامہ صاحبؒ نے شاعری میں اسلامی تصوف' قرآنی تصوف' صحیح تصوف' عجمی تصوف' غیر قرآنی تصوف جیسی اصطلاحات و تراکیب کا استعمال کیا ہے۔

تصوف کے بارے اقبالؒ کا نقطہ نظر بالکل واضح ہے عیسائیت اور ہندووانہ تعلیمات و اثر کی چھاپ والے تصوف کی فکر اقبال مخالف ہے۔(۱)

افلاطون جدید یعنی Poltinus کے افکار جو حُران کے عیسائیوں کے تراجم کے ذریعے اسلامی تعلیمات میں شامل ہوئے اقبالؒ انھیں یونانی بیہودگی سے تعبیر کرتے ہیں۔(۲)

علامہ اقبالؒ تصوف کے شریعت کی حدود کی پاسداری کرنے کی بجائے غیر اسلامی تعلیمات و تحریکات کے زیر اثر عمل کو فلسفہ و کلام کی خامی قرار دیتے ہوئے مخالفت کرتے ہیں۔

علامہ صاحب ضرب کلیم میں بیان کرتے ہیں ۔

صوفی سے

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
مری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا
تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن
عجب تر ہے حیات و ممات کی دنیا
عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری
بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا(۳)

تصوف

یہ حکمت ملکوتی یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی ' یہ مراقبے ' یہ سرور
تری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل جو مہ پروین کا کھیلتی ہے شکار
شریک شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں
عجب نہیں کہ پریشان ہے گفتگو مری
فروغ صبح پریشان نہیں تو کچھ بھی نہیں (۴)

ہندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
مسکینی و محکومی و نومیدی جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد
ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد (۵)

مستئی کردار

صوفی کی طریقت میں فقط مستئی کردار
ملا کی شریعت میں فقط مستئی گفتار
شاعر کی نوا مردہ افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست نہ خوابیدہ نہ بیدار
وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستئی کردار (۶)

شکست

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست
فقیہہ شہر بھی رہبا نیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست
گریز کشمکش زندگی سے مردوں کو
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست (۷)
خودی کی موت سے پیر حرم ہوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامہ احرام (۸)

علامہ صاحبؒ نے نام نہاد تصوف کے اس تصور کی مخالفت کی جو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے دور کر کے بے عمل اور بد عقیدہ بنانے کے ساتھ ساتھ معاشرتی طور پر ناکارہ بنا رہا تھا۔

وہ صوفی کہ تھا خدمت حق میں مرد
محبت میں یکتا حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا (۹)

علامہ صاحبؒ کے مطابق ان نام نہاد صوفیاء حضرات کو تلاوت قرآن میں نہیں بلکہ اشعار مذموم میں وجد و سکون ملتا ہے۔

صوفی پشمینہ پوش حال مست
از شراب نغمۂ قوال مست

آتش از شعر عراقی در دلش
در نمی سازد بہ قرآن محفلش (۱۰)

علامہ صاحبؒ وحدت الوجود کو بدھ مت کے اثرات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور تصوف سے عجمی اثرات ختم کر کے خالص اسلامی رنگ میں لانے کے حق میں زور دیتے ہیں اقبال نقلی صوفی کی بجائے ولی کامل کے حق میں ہیں اقبال تصوف کے نکھرے تصور کے حق میں ہیں جبکہ الجھے ہوئے تصوف کی نفی کرتے ہیں ؛ تصوف سے اگر اخلاص فی العمل مراد ہے (یہی مفہوم قرون اولی میں اس کا لیا جاتا تھا) تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہاں جب تصوف فلسفہ بننے کی کوشش کرتا ہے اور نظام عالم اور حقائق باری تعالی کی ذات کے متعلق موشگافیاں کر کے کشفی نظریہ پیش کرتا ہے تو میری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔(۱۱)

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا ہمہ اوست
خود مردہ و خود مرقد و خود مرگ مفاجات
(۱۲)

عالماں از علم قرآں بے نیاز
صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز
گرچہ اندر خانقاہاں ہائے و ہوست
اب حجرہ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
کو جوانمردے کہ صبادر کدوست
خون دل شیراں ہو جس فقر کی دستاویز (۱۴)

علامہ اقبالؒ نے شیخ محی الدین ابن العربی کے نظریہ وحدت الوجود کی مخالفت اور شیخ احمد سرہندی کے نظریہ وحدت الشہود کی حمایت کی ہے جبکہ آپؒ نے دونوں نظریات میں تطبیق بھی دی ہے علامہ صاحبؒ نے اپنے پانچویں خطبے :اسلامی ثقافت کی روح : میں تصوف کے بارے میں مدلل و سیر حاصل بحث کی ہے۔

: محمد عربی بر فلک الافلاک رفت و باز آمد۔ واللہ اگر من رفتے ھر گز باز نیامدے۔ یہ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے الفاظ ہیں جن کی نظیر تصوف کے سارے ذخیرہ ادب میں مشکل سے ہی ملے گی اس جملے سے شعور نبوت و شعور ولایت کے فرق کا پتہ چلتا ہے صوفی

نہیں چاہتا واردات اتحاد میں اسے جو لذت و سکون حاصل ہوتا ہے اسے چھوڑ کر واپس آئے لیکن اگر آئے بھی جیسا کہ اس کا آنا ضروری ہے تو اس سے نوع انسانی کیلئے کوئی خاص نتیجہ مرتب نہیں ہوتا اسکے برعکس نبی کی بازآمد تخلیقی ہوتی ہے۔(۱۵)

انسان جذبات کا بندہ ہے اور جبلتوں سے مغلوب رہتا ہے وہ اپنے ماحول کی تسخیر کر سکتا ہے تو صرف عقل استقرائی کی بدولت۔ لیکن عقل استقرائی اس کے اپنے حاصل کرنے کی چیز ہے۔(۱۶)

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر (۱۷)
ازل سے فطرت احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری (۱۸)
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق (۱۹)
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں(۲۰)

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں یوں رقم طراز ہیں۔

اس امر کا بھی کوئی جواز نہیں کہ ہم اپنے محسوسات و مدکات کے طبعی مرتبے کو تو حقیقی لیکن باقی مراتب کو صوفیانہ یا جذباتی ٹھہرا کر نا قابل اعتنا قرار دیں مذہبی مشاہدات کے حقائق بھی ویسے ہی حقائق ہیں جیسے ہمارے دوسرے مشاہدات کے حقائق اور جہاں تک کسی حقیقت کی تعبیر سے حصول علم کا امکان ہے ہمارے لئے سب حقائق یکساں طور پر اہم ہیں۔(۲۱)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ' ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انھیں خلوت گزینوں میں (۲۲)
خود گیری و خوداری و گلبانگ اناالحق

آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات (۲۳)

عرب کے ریگستانوں کے علاوہ دنیا کے دور دراز علاقوں تک صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور صوفیائے کرام کے ذریعے اسلام پھیلا بر صغیر پاک وہند کے ظلمت کدے میں مثالی زندگی، حسن سلوک، رواداری اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے ذریعے صوفیائے کرام نے کروڑوں غیر مسلموں کو ضلالت و گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر اسلامی تعلیمات و کردار کے ذریعے اسلام کی پاکیزہ حقانیت روشن کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا صحابہ کرامؓ، تابعین تابعین اور صوفیائے کرام سے والہانہ عقیدت اقبالؒ کی شخصیت کا نمایاں پہلو ہے جس کا اظہار اقبالؒ کی نظم و نثر میں آراستہ و پیراستہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے موجود ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ

گرمئی ہنگامہ بدر و حنین
حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ (۲۴)
عہد صدیقؓ از جمالش تازہ شد
عہد فاروقؓ از جلالش تازہ شد (۲۵)

حضرت عمر فاروقؓ

بجو فاروق راپیغام فاروق
کہ خود در فقر و سلطانی بیا میز (۲۶)
خلافت، فقر باتاج و سریر است
وزہے دولت کہ پایاں ناپذیر است (۲۷)
درون خویش بنگر آں جہاں را
کہ تخمش در دل فاروقؓ کشتند (۲۸)
عصر خود را بنگرائے صاحب نظر
دربدن باز آفرین روح عمرؓ (۲۹)

حضرت علیؓ

کمال عشق و مستی ظرف حیدرؓ
زوال عشق و مستی حرف رازی (۳۰)

قوی بازو ہے اور مانند حیدرؓ
دل او از دوگیتی بے نیاز ہے (۳۱)

اگر شایاں نیم تیغ علیؓ را
نگاہ ہے دہ چو شمشیر علیؓ تیز (۳۲)

مسلم اول شہ مرداں علیؓ
عشق راسرمایہ ایمان علیؓ (۳۳)

حضرت امام حسینؓ

فقر عریاں گرمی بدرو حنین
فقر عریاں بانگ تکبیر حسینؓ (۳۴)

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتداء ہے اسماعیل (۳۵)

حضرت ابوذر غفاریؓ

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلق اویسؓ و چادر زہراؓ؟ (۳۶)

مٹایا قیصر و کسری کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زور حیدرؓ، فقر بوذرؓ، صدق سلمانیؓ (۳۷)

اسود از توحید احمری شود
خویش فاروقؓ و ابوذرؓ می شود (۳۸)

حضرت بلالؓ

لیکن بلالؓ وہ حبشی زادہ حقیر
فطرت تھی جس کی نور نبوت سے مستنیر
جس کا امین ازل سے ہوا سینہ بلال
محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر (۳۹)

حضرت سلمانؓ

از تمہید ستاں رخ زیبا مپوش
عشق سلمانؓ و بلالؓ ارزاں فروش (۴۰)

حضرت قنبرؓ

نعرہ حیدرؓ نوائے بوذرؓ است
گرچہ از حلق بلالؓ و قنبرؓ است (۴۱)

حضرت اویس قرنیؓ

عشق کو، عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا؟
رسم سلمانؓ و اویس قرنیؓ کو چھوڑا ؟(۴۲)

حضرت امام جعفر صادقؓ

ذوق جعفر کاوش رازی نماند
آبروئے ملت تازی نماند (۴۳)

سید علی ہجویریؒ

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجرؒ راحرم
خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید درحدیث دیگراں (۴۴)

شیخ منصور بن حلاجؒ

کند شرح اناالحق ہمت او
پے ہر کن کہ می گوید یکون است (۴۵)
کس زسر عبدہ آگاہ نیست
عبدہ جز سر الااللہ نیست (۴٦)

حضرت جنید بغدادیؒ

عجب نہیں کہ مسلمان کو پھر عطا کر دیں
شکوہ سنجرؒ و فقر جنیدؒ و بسطامیؒ (۴۷)

حضرت بایزید بسطامیؒ

تیغ لاؤ ابو ئیؒ نگاہ بایزید
گنجہائے ہر دو عالم راکلید (۴۸)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا (۴۹)

حضرت شمس تبریزؒ

شمع خود را همچو رومی بر فروز
روم را در آتش تبریز سوز (۵۰)

شیخ بو علی قلندر پانی پتیؒ

در حضور بو علیؒ فریاد کرد
اشک از زندان چشم آزاد کرد (۵۱)

امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی (۵۲)

امام رازیؒ

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف (۵۳)

فارابیؒ

یا حیرت فارابی یا تب و تاب رومی
یا فکر حکیمانہ یا جذب کلیمانہ (۵۴)

ابن سیناؒ

محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانہ سیناو فارابی (۵۵)

شیخ سعدیؒ

رخت جاں بتکدہ چیں سے اٹھالیں اپنا
سب کو محورخ سعدی و سلمی کردیں (۵۶)

شیخ فریدالدین عطارؒ

عطار ہو رومی ہو رازی وہ غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی (۵۷)

سید علی ہمدانیؒ

یک نگاہ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہے بدہ (۵۸)

سید احمد رفاعیؒ

شیخ احمد سید گردوں جناب
کاسب نوراز ضمیر آفتاب (۵۹)

حکیم سنائی

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولو لے لالا!

مولانا جلال الدین رومیؒ

پیر رومی مرشد روشن ضمیر
کاروان عشق و مستی را امیر (۶۱)

حضرت امیر خسروؒ

چوں پر کاہ کہ در رہگذر باد فتاد
رفت اسکندر و دادا و قباد و خسرو (۶۲)

شیخ فخر الدین عراقیؒ

آتش از شعر عراقی در دلش
در نمی سازد بقرآں محفلش (۶۳)

مولانا جامیؒ

بردیم بستہ درہا را کشاید
دو بیت از پیر رومی یاز جامی (۶۴)

حضرت میاں میرؒ

حضرت شیخ میاں میر ولی
ہر خفی از نور جان او جلی (۶۵)

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر

حق گزید از ہند عالمگیر را
آں فقیر صاحب شمشیر را (۶۶)

خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ

اپنے نور نظر سے کیا خوب فرماتے ہیں حضرت نظامی
جائے کہ بزرگ بایدت بود فرزندی من ندارد سود (۶۷)

نہاں ہے تیری محبت میں رنگ محبوبی
بڑی ہے شان بڑا احترام ہے تیرا (۶۸)

حضرت مجدد الف ثانیؒ

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار (۶۹)

علامہ اقبالؒ کی نظم و نثر میں بکثرت مضامین احوال اولیائے کرام و مقام تصوف موجود ہیں یہاں نمونے کے طور پر ایک ایک شعر درج کیا ہے تاکہ علامہ صاحبؒ کے نقطہ نظر کی وضاحت ہو سکے علامہ صاحبؒ اولیائے کرام کے مزارات پر عقیدت مندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مزار پر حاضری۔ ؛ تھوڑی دیر کیلئے شیخ صاحب موصوف کے مکان پر قیام کیا بعد ازاں حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار پر حاضر ہوا اور تمام دن وہیں بسر کیا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر حاضری :۔(۷۰)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار (۷۱)

علامہ صاحبؒ کسی شہر میں جاتے تو اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری ضرور دیتے۔ اگر کوتاہی ہو جاتی تو افسوس کا اظہار فرماتے۔

؛دہلی تو گیا تھا اور دو دفعہ حضرت نظام الدین کی درگاہ پر بھی حاضر ہوا تھا مگر افسوس کہ پیر سنجر کے دربار میں حاضر نہ ہو سکا خواجہ حسن نظامیؒ نے بہت اچھی قوالی سنائی سرکار بہت یاد آئے (۷۲)

حضرت داتا گنج بخشؒ اور حضرت میاں میرؒ کے مزارات پر باقاعدگی سے حاضری دیتے تھے۔

پیر دانائے کہ در ذاتش جمال
بستہ پیمان محبت باجلال (۷۳)
خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں (۷۴)

علامہ صاحبؒ نے ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کا سفر اختیار کرتے ہوئے اولیائے کرام اور مسلمان فاتحین کے مزارات پر حاضری دی۔

شنشاہ بابر کے مزار پر حاضری۔

درفش ملت عثمانیاں دوبارہ بلند
چہ گویمت کہ بہ تیموریاں چہ افتاد است
اگرچہ پیر حرم ورد لاالہ دارد
کجا نگاہ کہ برندہ تر ز پولاد است (۷۵)

حکیم سنائی کے مزار پر حاضری

از نواز شہائے سلطان شہید
صبح و شامم، صبح و شام روز عید
اے حکیم غیب امام عارفاں
پختہ از فیض تو خام عارفاں (۷٦)

سلطان محمود غزنوی کے مزار پر حاضری

گنبدے! در طواف او چرخ بریں
تربت سلطان محمود است ایں (۷۷)

علامہ صاحبؒ نے قندھار میں خرقہ مبارک کی زیارت کی اور اشعار کہے

حضرت احمد شاہ بابا کے مزار پر حاضری

تربت آں خسرو روشن ضمیر
از ضمیر ملتے صورت پذیر
خشت و سنگ از فیض تو داو اے دل
روشن از گفتار تو سینائے دل (۷۸)

علامہ صاحبؒ کے افکار و نظریات تصوف کے نکھرے تصور حیات کی تائید کرتے ہیں گو کہ مختلف ادوار حیات و حالات میں علم و آگاہی اور تجربہ و پختگی میں خلوص قلب اور وسعت نظری کے سبب عقیدہ و یقین بدلتا رہتا ہے لیکن علامہ صاحبؒ کی اولیائے کرام کے ساتھ قلبی و روحانی وابستگی میں تمام

زندگی کوئی فرق نہیں آیا نفس تصوف اور تصوف کے دائرہ میں شامل تمام امور کے بارے میں علامہ صاحبؒ نے ویسا ہی مثبت و تعمیری انداز فکر اپنایا ہے جیسا کہ آپؒ نے اسلام کے دوسرے شعبوں کے بارے میں راہنمائی فرمائی ہے علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں اَ

مسلمانوں کو چاہیئے صوفیانہ واردات کو خواہ ان کی حیثیت کیسی بھی غیر معمولی اور غیر طبعی کیوں نہ ہو ایسا ہی فطری اور طبعی سمجھیں جیسے اپنی دوسری واردات اور اس لئے ان کا مطالعہ بھی تنقید و تحقیق کی نگاہوں سے کریں آنحضرت ﷺ کا طرز عمل بھی یہی تھا چنانچہ ابن صیادر کے احوال نفسی کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے جو روش اختیار کی وہ اس کا بین ثبوت ہے اسلامی تصوف بھی دراصل صوفیانہ مشاہدات ہی کے نظم وارتباط کی ایک کوشش ہے۔(۷۹)

اسلامی تہذیب و ثقافت کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ فکر محض ہو یا نفسیات مذہب یعنی تصوف کے مدارج عالیہ ' دونوں کا نصب العین یہ رہا کہ لامتناہی سے لطف اندوز ہوں بلکہ اس پر قابو حاصل کریں۔(۸۰)

علامہ صاحبؒ گل حسن شاہ صاحب کی خانقاہ پر بھی حاضری دیتے تھے(۸۱)

مولوی انشاء اللہ خاں کو لکھتے ہیں۔

اللہ اللہ۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کا مزار بھی عجیب جگہ ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ دہلی کی پرانی سوسائٹی حضرت کے قدموں میں مدفون ہے خواجہ حسن نظامی کیسے خوش قسمت ہیں کہ ایسی خاموش اور عبرت انگیز جگہ میں قیام رکھتے ہیں شام کے قریب ہم اس قبرستان سے رخصت ہونے کو تھے کہ میر نیرنگ نے خواجہ صاحب سے کہا کہ ذرا غالب مرحوم کے مزار کی زیارت بھی ہو جائے کہ شاعروں کا حج یہی ہوتا ہے خواجہ صاحب موصوف ہم کو قبرستان کے ایک ویران سے گوشے میں لے گئے جہاں وہ گنج معانی مدفون ہے جس پر دہلی کی خاک ہمیشہ ناز کرے گی حسن اتفاق سے اس وقت ہمارے ساتھ ایک نہایت خوش آواز لڑکا ولایت نام تھا اس ظالم نے مرزا کے مزار کے قریب بیٹھ کر

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی۔

کچھ ایسی خوش الحانی سے گائی کہ سب کی طبیعتیں متاثر ہو گئیں بالخصوص جب اس نے شعر پڑھا

وہ بادہ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھیے بس اب کہ لذت خواب سحر گئی۔

تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا آنکھیں پر نم ہو گئیں اور بے اختیار لوح مزار کو بوسہ دے کر اس حسرت کدہ سے رخصت ہوا۔(۸۲)

صوفیاء احوال میں ہم حقیقت مطلقہ کے مرور کامل سے آشنا ہوتے ہیں جس میں ہر طرح کے

مہیجات باہم مدغم ہو کر ایک ناقابل تجزیہ وحدت میں منتقل ہو جاتے ہیں اور ناظر و منظور یا شاھد و مشہود کا امتیاز سرے سے اٹھ جاتا ہے۔

صوفی کا حال ایک لمحہ ہے کسی ایسی فرید و وحید اور یکتا ہستی سے گہرے اتحاد کا جو اس کی ذات سے ماورا مگر اس کے باوجود اس پر محیط ہو گی اور جس میں صاحب واردات کی شخصیت گویا ایک لمحے کیلئے کالعدم ہو جاتی ہے۔

صوفیانہ احوال کا انفعالی ہونا تو اس امر کی دلیل نہیں کہ جس ہستی کا اس طرح شعور ہوا اس کا وجود فی الواقعہ ہم سے غیر ہے۔(۸۳)

صوفیانہ مشاہدات چونکہ براہ راست ہی تجربے میں آتے ہیں لہٰذا ان مشاہدات کو دوسروں تک جوں کا توں پہنچانا ممکن ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ فکر کی بجائے زیادہ تر احساس کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ لہٰذا صوفی یا پیغمبر جب اپنے مذہبی شعور کی تعبیر اپنے الفاظ میں کرتا ہے تو اسے منطقی قضایا کی شکل دے سکتا ہے یہ نہیں کہ اس کا مشمول من و عن دوسرے تک منتقل کر سکے۔ چنانچہ ذیل کی آیات میں بھی جس حقیقت کا بیان مقصود ہے وہ ان مشاہدات کی نفسیات ہے نہ کہ ان کا مشمول ارشاد ربانی ہے (۸۴)

وماکان بشراں یکلمه الله الا وحیا اومن ورآی حجاب اویزسل رسولا فیوحی باذنه مایشاانه علی حکیم(۸۵)

ترجمہ۔ اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام کے ذریعے سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو چاہے القا کرے۔ بیشک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے۔

وما ینطق عن الھوی ۰ان ھوالا وحی یوحی(۸۶)

ترجمہ۔ محمد ﷺ خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے یہ قرآن تو حکم خدا ہے جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

پھر اگر صوفیانہ مشاہدات کو دوسروں تک پہنچانا ناممکن ہے تو اس لئے بھی کہ یہ مشاہدات وہ غیر واضح احساسات ہیں جن میں عقلی استدلال کا شائبہ تک نہیں ہوتا ہمارے دوسرے احساسات کی طرح صوفیانہ احساس میں بھی تعقل کا ایک عنصر شامل رہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہی مشمول تعقل ہے۔ جس سے بالآخر اس میں فکر کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔(۸۷)

جب صوفی ذات سرمدی سے اتحاد و اتصال کی بدولت یہ محسوس کرتا ہے کہ زمان مسلسل کی کوئی حقیقت نہیں تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ زمان مسلسل سے اس کا تعلق سچ مچ منقطع ہو جاتا ہے اس لئے کہ اپنی یکتائی کے باوجود صوفیانہ مشاہدات اور ہمارے روزمرہ کے محسوسات و مدرکات میں

کوئی نہ کوئی رشتہ ضرور کام کر رہا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ صوفیانہ احوال تادیر قائم نہیں رہتے گو صاحب حال پر وثوق واعتماد کا نہایت گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں نہر حال صوفیہ ہوں یا انبیاء دونوں طبعی واردات کی دنیا میں واپس آجاتے ہیں لیکن جیسا کہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے فرق ہے تو یہ کہ نبی کی بازگشت سے نوع انسانی کے لئے بڑے بڑے دوررس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔(۸۸)

گویا جہاں تک حصول علم کا تعلق ہے صوفیانہ مشاہدات کی دنیا ایسی ہی حقیقی اور معتبر ہے جیسے ہمارے مشاہدات کا کوئی اور عالم۔ لہٰذا ان کو محض اس بات پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان مشاہدات کی ابتداء ادراک بالحس سے نہیں ہوتی علی ھذا وہ عضوی کیفیات بھی جن سے بظاہر یہ مشاہدات مرتب ہوتے نظر آتے ہیں اس امر کی دلیل ہیں کہ ان کی قدر و قیمت سے انکار کر دیں حتی کہ اگر ذہن اور جسم کے تعامل میں ہم جدید نفسیات کا مفروضہ ٹھیک مان لیں جب بھی از روئے منطق یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صوفیانہ مشاہدات انکشاف حقیقت کا کوئی ذریعہ نہیں نفسیاتی اعتبار سے تو سب احوال خواہ ان کا مشمول مذہبی ہو یا غیر مذہبی عضوی کیفیات کے پابند ہیں چنانچہ ذہن انسانی کا علمی انداز بھی ویسے ہی اس کا پابند ہے جیسے مذہبی(۸۹)

پروفیسر ھاکنگ نے کیا ٹھیک کہا ہے :اگر کسی ولی یا عامی کو اپنے محدود اور بے بصیرت نفس زمانی میں کوئی ایسا جلوہ نظر آتا ہے جس سے ہماری اور اس کی زندگی کی کایا پلٹ جائے تو اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ حقیقت سرمدیہ تمام و کمال محسوسیت کے ساتھ اس کی روح پر چھا گئی(۹۰)

علامہ صاحبؒ نے فلسفہ وکلام اور جدید نظریات ورجحانات کے تحت مشرقی و مغربی افکار میں تطبیق و موافقت کرتے ہوئے صوفیانہ واردات قلبی و نفسی کا احاطہ کیا ہے اور تصوف کی حقیقت کو واضح کیا ہے اپنے خطبات میں مابعد الطبیعیات کی جہتوں پر بحث کی ہے علامہ صاحبؒ نے ان فکری بحثوں کے ذریعے اسلامی نہج کو استوار کیا ہے۔

علامہ اقبالؒ اولیائے کرام سے خصوصی عقیدت واحترام رکھتے تھے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خاص معتقد تھے۔ ۱۹۰۳ء میں بلوچستان میں علامہ صاحبؒ کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد پر فوجداری مقدمہ قائم ہوگیا علامہ صاحبؒ نے اس پریشانی سے نجات کرنے کیلئے ۳۵ اشعار کی ایک نظم :برگ گل بر مزار مقدس : کے عنوان سے تحریر کر کے خواجہ حسن نظامیؒ کی وساطت سے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر بھیجی یہ نظم عرس کے موقع پر پڑھی گئی مزار کے درواز پر یہ شعر لکھا گیا۔

ہند کا داتا ہے تو تیرا بڑا دربار ہے
کچھ ملے مجھ کو بھی اس دربار سے

یہ نظم سرود رفتہ میں موجود ہے ۱۹۰۵ء میں التجائے مسافر : کے عنوان سے نظم خواجہ

صاحبؒ کے مزار پر سرہانے بیٹھ کر پڑھی اس کے بعد آپؒ یورپ کے سفر پر روانہ ہوئے۔

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری فیض عام ہے تیرا
فلک نشیں صفت مہر ہوں زمانے میں
تری دعا سے عطا ہو وہ نردباں مجھکو
مقام ھمسفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزل مقصود کارواں مجھکو
دلوں کو چاک کرکے مثل شانہ جس کا اثر
تری جناب سے ایسی ملے فغاں مجھکو (۹۱)

علامہ صاحبؒ سفر انگلستان سے واپس آئے اور برصغیر میں مسلم بیداری و راہنمائی میں منفرد خدمات انجام دیں جھنوں نے مسلمانوں کی سیاسی و سماجی اور مذہبی و اخلاقی زندگی میں انقلاب برپا کیا اولیائے کرام سے عقیدت و محبت کا فیض تمام زندگی علامہ صاحبؒ کے شامل حال رہا۔

مراجع و مصادر

۱۔ ملک حسن اختر، دائرۃ معارف اقبال، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۷۷ء ص ۱۲۵

۲۔ ایضاً، ص ۵۷

۳۔ علامہ محمد اقبالؒ، ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، مارچ ۱۹۸۴ء، ص ۴۹۵

۴۔ ایضاً، ص ۴۹۷

۵۔ ایضاً، ص ۴۹۸

۶۔ ایضاً، ص ۵۰۲

۷۔ ایضاً، ص ۵۰۱

۸۔ ایضاً، ص ۵۴۲

۹۔ علامہ محمد اقبالؒ، بال جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۴۱۶

۱۰۔ علامہ محمد اقبالؒ، اسرار رموز، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۴ء ص ۱۲۳

۱۱۔ شیخ عطاء اللہ (مرتب) اقبالنامہ، کشمیری بازار، لاہور، حصہ اول، ص ۵۳

۱۲۔ علامہ محمد اقبالؒ، ارمغان حجاز، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۶۸۰

۱۳۔ علامہ محمد اقبالؒ، جاوید نامہ، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۷۹۴

۱۴۔ بال جبرل ‘ص ۳۱۸

۱۵۔ تشکیل جدید البیات اسلامیہ ‘ص ۱۸۸

۱۶۔ ایضاً ‘ص ۱۹۲

۱۷۔ ضرب کلیم ‘ص ۵۰۳

۱۸۔ ایضاً ‘ص ۵۰۵

۱۹۔ ایضاً ‘ص ۵۰۶

۲۰۔ ایضاً ‘ص ۵۲۲

۲۱۔ تشکیل جدید البیات اسلامیہ ‘ص ۲۴

۲۲۔ بانگ درا ‘ص ۱۰۵

۲۳۔ ارمغان حجاز ‘ص ۶۸۰

۲۴۔ علامہ محمد اقبال ”مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق ‘لاہور ‘ ۱۹۸۵ء ‘ص ۴۹

۲۵۔ ایضاً ‘ص ۸۵۱

۲۶۔ ارمغان حجاز ‘۹۶۰

۲۷۔ ایضاً ‘ص ۹۶۱

۲۸۔ ایضاً ‘ص ۹۷۶

۲۹۔ مثنوی ‘ص ‘ ۸۳۷

۳۰۔ بال جبریل ‘ص ‘ ۳۷۵

۳۱۔ ارمغان حجاز ‘ص ۹۳۵

۳۲۔ ایضاً ‘ص ۹۳۸

۳۳۔ اسرار رموز ‘ص ۴۷

۳۴۔ مثنوی ‘ص ۸۱۸

۳۵۔ بال جبریل ‘ص ۳۵۵

۳۶۔ بال جبریل ‘ص ۳۱۵

۳۷۔ بانگ درا ‘ص ۲۷۰

۳۸۔ اسرار رموز ‘ص ۹۲

۳۹۔ بانگ درا ‘ص ۲۴۱

۴۰۔ اسرار رموز ‘ص ۷۶

۴۱۔ ایضاً ص ۱۰۶
۴۲۔ بانگ درا ص ۱۶۸
۴۳۔ اسرار رموز ص ۱۲۵
۴۴۔ ایضاً ص ۵۳
۴۵۔ ارمغان حجاز ص ۵۳
۴۶۔ جاوید نامہ ص ۷۱۷
۴۷۔ بال جبریل ص ۳۶۵
۴۸۔ مثنوی ص ۸۳۶
۴۹۔ بانگ درا ص ۸۷
۵۰۔ اسرار رموز ص ۱۹
۵۱۔ ایضاً ص ۲۶
۵۲۔ بال جبریل ص ۳۴۸
۵۳۔ ایضاً ص ۳۷۰
۵۴۔ ایضاً ص ۳۵۹
۵۵۔ بانگ درا ص ۲۳۸
۵۶۔ ایضاً ص ۱۳۲
۵۷۔ بال جبریل ص ۳۴۸
تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص ۲۶
۵۸۔ جاوید نامہ ص ۷۴۷
۵۹۔ اسرار رموز ۱۲۹
۶۰۔ بال جبریل ص ۳۱۸
۶۱۔ مثنوی ص ۳۶۔۸۰۳
۶۲۔ جاوید نامہ ص ۷۸۴
ارمغان حجاز ص ۹۹۰
۶۳۔ اسرار رموز ص ۱۲۳
۶۴۔ ضرب کلیم ص ۵۵۰
۶۵۔ اسرار رموز ص ۶۳

۶۶۔ ایضاً، ص ۹۸
۶۷۔ ضرب کلیم، ص ۵۵۰
۶۸۔ بانگ درا، ص ۹۶
۶۹۔ بال جبریل، ص ۴۵۱
۷۰۔ محمد عبداللہ قریشی (مرتب)، روح مکاتیب اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۷۷ء، ص
۷۱۔ بال جبریل، ص ۴۵۱
۷۲۔ روح مکاتیب اقبال، ص ۲۲۵
۷۳۔ اسرار رموز، ص ۵۲۱
۷۴۔ ایضاً، ص ۵۳
۷۵۔ مثنوی، ص ۸۶۱
۷۶۔ ایضاً، ص ۸۶۳
۷۷۔ ایضاً، ص ۸۶۷
۷۸۔ ایضاً، ص ۸۷۵
۷۹۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص ۱۹۶
۸۰۔ ایضاً، ص ۲۰۳
۸۱۔ سید رفیع الدین ہاشمی، خطوط اقبال، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۴۶
۸۲۔ ایضاً، ص ۸۷
۸۳۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص ۲۸
۸۴۔ ایضاً، ص ۳۰
۸۵۔ القرآن الکریم۔ ۴۲ : ۵۱
۸۶۔ القرآن الکریم۔ ۵۳ : ۳۔۴
۸۷۔ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص ۳۱
۸۸۔ ایضاً، ص ۳۳
۸۹۔ ایضاً، ص ۳۴
۹۰۔ ایضاً ۳۸
۹۱۔ بانگ درا، ص ۹۷